وہ مجھ سے براہِ راست سوال کرے میں اس کا جواب دوں گی"

میری نگاہیں سامعین کی طرف اٹھ گئیں، پورے ہال میں سناٹا چھا گیا۔ سوال پوچھنے والا اپنی جگہ پر نہ جانے کب بیٹھ گیا تھا۔

ملائشیا کی آٹھ دس لڑکیوں نے جو اسلامی لباس زیب تن کئے ہوئے تھیں شکر گذاری کی نگاہوں سے اس لڑکی کی جانب دیکھا جیسے وہ کہہ رہی ہوں — شکریہ! بہت بہت شکریہ!! تم نے ہم سب کے جذبات کی ترجمانی کی۔

لیکن میری نگاہوں میں اس امریکی نوجوان خاتون کی طرف تھیں جس نے حال ہی میں ایک ایرانی مسلمان سے شادی کی تھی۔ جب ملائشیا کی لڑکی کھڑی ہو کر اسلام سے اپنی وابستگی کا اظہار کر رہی تھی اور وہ امریکی لڑکی مڑ کر ایک ٹک اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تعجب، مسرت، محبت اور جوش کے ملے جلے جذبات موجزن تھے۔ اور وہ زبانِ حال سے کہہ رہی تھی:-

"میں نے امریکہ میں آنکھیں کھولیں اور اس کے اس آزادانہ ماحول میں پرورش پائی ہے جو عورت کو مرد کی طرح مساویانہ مقام دینے کا دعویدار ہے۔ مگر میں نے آج تک تمہاری طرح اپنے عورت ہونے میں فخر محسوس نہیں کیا۔ بلند ہے وہ مذہب جس نے تمہاری آنکھوں کو یقین کا یہ نور عطا کیا اور فخر ہے مجھے اس بات پر کہ میں ایک مسلمان لڑکی ہوں"

امریکہ میں اسلامی اصول کے مطابق زندگی گذارنے والوں اور اس پر فخر کرنے والوں کی تعداد اتنی حقیر نہیں کہ یہ چند صفحات ان کے متحمل ہو سکیں۔ وہ اگر بہت زیادہ نہیں تو بہت تھوڑے بھی نہیں۔ وہ مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان سب کے دل ایک ہی عزم سے روشن ہیں ان میں امریکی نومسلم بھی ہے جو ایک عرب مسلمان کو دعوتِ عمل دے رہا تھا۔ اس نے عربی لباس پہن رکھا تھا اور عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا جب کہ اس کا مخاطب انگریزی لباس میں ملبوس اور انگریزی میں جواب دے رہا تھا ان میں ۲۳، ۲۴ کا وہ عرب نوجوان بھی ہے جو فخر کے ساتھ عربی لباس میں کلاس میں جاتا تھا۔ اور مشکل سے کوئی ایسا شخص ہو گا جس سے اسے بات کرنے کا موقع ملا ہو اور اس نے اسے اسلام کی دعوت نہ دی ہو جس کے نتیجے کے طور پر دس پندرہ غیر مسلم اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان میں وہ ہندوستانی نوجوان بھی ہے جس نے اسّی نوّے ہزار ڈالر سالانہ (۸۰، ۹۰ لاکھ روپے سالانہ) کی نوکری چھوڑ کر ایک اوسط درجے کی بزنس پر اس لئے اکتفا کر لیا کہ اس کے خیال میں امریکہ میں دین کے تقاضے اس سے جتنا وقت چاہتے تھے نوکری کی مجبوری کی وجہ سے وہ اتنا وقت نہیں دے پاتا تھا۔ ان میں وہ

ہندوستانی عمر رسیدہ شخص بھی ہیں جنہوں نے ضعیفی میں گھر پر آرام کرنے کی بجائے دعوتِ اسلام کی نسبت سے امریکہ اور کینیڈا کی طنابیں کھینچ کر رکھدیں۔ ان میں وہ پاکستانی عالم بھی ہیں جنہوں نے گذارے کے لئے معمولی نوکری کی اور اپنا سارا وقت نومسلموں کو قرآن پاک پڑھانے اور دین کی ضروری باتیں سکھانے کے لئے وقف کر دیا۔ ان میں مختلف ممالک کی وہ خواتین بھی ہیں جنہوں نے موقعہ اور سہولت کے باوجود باہر جا کر نوکری کرنے سے خود کو روکا اور گھر میں اپنے بچوں کو دینی تعلیم و تربیت کے لئے ایک محاذ قائم کیا۔ ان میں ملائشیا کا وہ نوجوان بھی ہے جو امریکہ آیا۔ ایک ڈگری وہاں سے حاصل کی اور واپس جاتے ہوئے کہا:

"میں نے یہاں کے قیام کے دوران اپنے لیئے ایک پینٹ یا قمیص بھی نہیں خریدی میں جن کپڑوں میں آیا تھا انہی میں واپس جا رہا ہوں"

حالاں کہ وہ ڈی کیلیب کی اسلامی سوسائٹی کی مالی مدد میں ہمیشہ پیش پیش رہتا تھا۔ اور اس کا سب سے بامقصد اور فعال رکن تھا۔ اور ان میں وہ گمنام مسلمان بھی ہے جس نے ڈی کیلب کی اسلامی سوسائٹی کی مدد کے لئے ایک خطیر رقم (تقریباً ۱۱ ہزار ہندوستانی روپے) ایک لفافے میں مسلم ہاؤس کے اندر ڈال دی۔ اور لفافے پر لکھ دیا:

"مسلم ہاؤس کے لئے"

اور کسی کو یہ بتانا بھی گوارا نہ کیا کہ وہ کون ہے۔

یہ فہرست ابھی بہت طویل ہے جنہیں میں جانتا ہوں۔ ابھی ان کی کہانی ہی مکمل نہیں ہوئی اور ایسے سینکڑوں ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ ان میں امریکی بھی ہیں اور غیر امریکی بھی۔ گورے بھی ہیں اور کالے بھی۔ مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ کم عمر نوجوان بھی ہیں اور عمر رسیدہ اصحاب بھی۔ ان سب کی زندگی یقین، جدوجہد اور جرأت کی داستان سناتی ہے اور مسلمانانِ عالم کو عموماً اور داعیانِ اسلام کو خصوصاً احیائے اسلام کے لئے یہ پیغام دیتی ہے کہ حالات کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں مایوسی ایک مومن کے لئے حرام ہے۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو۔ تو تم ہی غالب رہوگے۔ (آل عمران ۱۳۹)

مضامین صاف خوشخط اور سیاہی سے کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمائیے

قارئین سے بنام مدیر

افکار و تاثرات

★ خمینی کے نظریات
★ خان غازی کی "خیالی" باتیں
★ قمری مہینوں کا صحیح تلفظ
★ قومی ترانہ اور اسلام
★ روحی کاغذات کی بے حرمتی

خمینی "اسلامی انقلاب" اور باطل نظریات

خمینی کے نظریات روزنامہ "جسارت"، کراچی نے جمعہ ۱۵ رجمادی الثانی ۱۴۰۵ھ (۸ مارچ ۱۹۸۵ء) کی اشاعت کے اداریہ بعنوان "عراق و ایران کی مجنونانہ جنگ"، کے تحت لکھا ہے:-

"ہم ایران سے جو اسلامی انقلاب کا علمبردار ہے خاص طور پر اسلام کے حوالے سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی اس باہمی خونریزی کو ختم کرنے کے معاملہ میں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے اور امن کی جانب پیش قدمی کرے۔"

خمینی صاحب اور ایران کو "اسلامی انقلاب کا علمبردار" وہی شخص کہہ سکتا ہے جو شیعہ مذہب کے بنیادی خدوخال سے ناواقف ہو۔ امامت شیعہ مذہب کی اساس ہے۔

شیعہ مذہب میں بارہ امام (حضرت علیؓ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک) انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل ہیں (نعوذ باللہ) کیونکہ ان کے نزدیک منصب امامت نبوت سے افضل ہے۔ چنانچہ شیعہ مجتہد علامہ باقر مجلسی اپنی کتاب "حیات القلوب" (جو شیعہ مذہب کی نہایت معتبر کتاب ہے) کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں "امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است" اسی طرح خمینی صاحب اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں:-

"ہمارے مذہب کا اہم اور بنیادی جزو یہ ہے کہ ہر ایک امام کا وہ (اعلیٰ) مرتبہ اور مقام ہے جو ملائکہ اور پیغمبروں کو نصیب نہیں ہوا" چنانچہ امامت کی بحث کتب شیعہ میں جس شخص نے دیکھی ہے وہ اسے خوب جانتا ہے کہ امام کو مثل انبیاء علیہم السلام کے معصوم و مفروض اطاعت کہنا کہ امام کو غیب کا علم اور یہ اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے حلال کرے اور جس چیز کو چاہے حرام کر دے۔ (اصول کافی ۲۷۸) ایسا عقیدہ ختم نبوت کا صریح انکار ہے۔

ہر مسلمان پر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ لازم ہے۔ اور قادیانیت کے فتنہ کے استیصال کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور علمائے کرام نے جو محنت کی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت میں شیعہ